اشارہ

مئی سنہ ۱۹۵۹ء

ایڈیٹر:- **قیوم خضر**



شمس العلماء نواب بہادر سید امداد امام اثر مرحوم
ان کی نظم اس شمارہ میں ملاحظہ [illegible]

قیمت فی رسالہ


چھپائی کے بعد پچھتانے سے کیا فائدہ ؟
اس لئے بلوک اچھا بنوا لیجئے !
فون نمبر ۳۳۶۹
کفایت
خوبصورت
دیرپا
ڈیزائنر آرٹ پرنٹ
بہار بلوک ورکس نیا ٹولہ پٹنہ ۴

علم و ادب کے نئے اشاروں کا علمبردار

ماہنامہ

اشارہ

جلد ۱
شمارہ ۷

مئی سنہ ۱۹۵۹ء

جھلکیاں

مجلسِ ادارت:-

عبدالقیوم انصاری
عزیز عظیم آبادی
قیوم خضر

سالانہ چندہ:-

چھ روپے

لائف ممبری:-

ایک سو روپے

قیمت فی رسالہ:-

۵۰ نئے پیسے

ترسیلِ زر اور خط و کتابت کا پتہ:-

ایڈیٹر "اشارہ"
پٹنہ ۷

کلکتہ برانچ آفس:-

اشارہ
معرفت اسٹرن کمرشیل ایجنسی
۳۴ فیرس لین کلکتہ ۱۲

طابع و ناشر ایم۔ اے قیوم خضر نے لیبل لیتھو پریس منہ روڈ۔ پٹنہ سے چھپوا کر دفتر اشارہ صادق [illegible] سے شائع کیا

مخدوم الملک بہاریؒ

★

عبدالواسع ضیا جالوی

[حضرت مخدوم الملکؒ کی بعض کتابیں جناب نقی بلخی صاحب کے یہاں سے ایسی جگہ گئی ہیں، جہاں سے سردست ان کا ملنا ممکن نہیں۔ اس لئے تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے ان کتابوں کا محض مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔ (ضیا)

۴۔ ارشاد السالکین — یہ رسالہ "معدن المعانی" کے ساتھ چھپ چکا ہے اور "معدن المعانی" ہی کے ساتھ منسلک ہے۔ ویسے تو یہ رسالہ محض ۵ صفحات کو محیط ہے مگر اس اختصار کے باوجود اس میں مسئلہ وحدت وجود کا بیان پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ہوا ہے۔

"عالم میں کوئی چیز ظاہر و ہویدا نہیں تھی ایک اللہ تھا اور بس "کان اللہ ولم یکن معہ شئی" جب اس نے اپنے آپ کو ظاہر اور اپنی مخفی صفتوں (صلاحیتوں) کو اجاگر کرنا چاہا تو اپنے نور کو ان تمثلات (عالم ظاہر) کے ساتھ متشکل کر دیا۔ ؎

چو اظہار گشتن ہمو خو استم
صفت ہائے خود را خود آراستم

اب وہی نور جو عالم لاہوت میں مستور تھا عالم جبروت میں آکر روح ہو گیا۔ یہاں سے منتقل ہو کر جب عالم ملکوت میں پہنچا اور ملکوتی لباس میں جلوہ گر ہوا تو قلب کے نام سے موسوم ہوا، پھر عالم ناسوت میں آیا اور ناسوتی لباس زیب تن کیا تو اس نے اپنا نام جسم و قالب رکھ لیا۔

اسی طرح یہ ملک جو عناصر اربع یعنی آب، آتش، باد اور خاک سے عبارت ہے ان سب کی اصل بھی وہی نور ہے، کیونکہ وہی نور جب عالم کثیف میں آیا تو نار ہو گیا۔ نار کثیف ہو کر باد ہو گئی، باد کثیف ہو کر آب اور آب کثیف ہو کر خاک ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ ساری چیزیں (ملک ظاہر) دراصل ایک ہی وجود ہیں اور ایک ہی نور سے معمور ہوئی ہیں جس طرح نیشکر جو لطیف ہے راب، شکر اور قند وغیرہ مختلف شکلوں میں متشکل ہونے اور مزہ وغیرہ کے اختلاف کے باوجود بھی درحقیقت اس نیشکر کا عین ہی ہے غیر نہیں اسی طرح نور حق تعالیٰ بھی عالم ظاہر کی تمام اشیاء میں جلوہ گر ہوتے کے باوجود ایک ہی وجود ہے۔ ہاں اس ایک کے علاوہ دوسرا کوئی وجود نہیں ؎

دو عالم میں نہیں موجود و مشہود
بجز ذات و صفات، افعال و آثار

۵۔ مطالب الطالب — یہ مخدوم عبدالقاہر ضیاءالدین ابوالنجیب سہروردیؒ[1] کی مشہور عربی تصنیف "آداب المریدین"

---

[1] حضرت عبدالقاہر ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم

کی شرح ہے جو ۷۶۶ھ میں تمام ہوئی۔ اس کو حضرت مخدوم الملک رح کی تمام تصانیف میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ "مناقب الاصفیا" میں ہے کہ جب حضرت شیخ ابو النجیب سہروردی رح نے "آداب المریدین" تصنیف فرمائی تو ان کے بعض اصحاب اور دوستوں نے ان سے اس کی شرح لکھنے کی درخواست کی۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ اس کی شرح میرا ایک فرزند لکھے گا۔ وہ فرزند روحانی شیخ شرف الدین منیری رح ہی ہیں۔ ص ۹۳

"مطالب الطالب" حضرت مخدوم الملک شرف الدین منیری رح کے ایک مخلص مرید حضرت قاضی اشرف کی درخواست پر حضرت ابو النجیب سہروردی رح کی پیشین گوئی کے تقریباً دو سو برس بعد لکھی گئی (دیباچہ مطالب الطالب ص ۲) اس کا پہلا حصہ مطبع الپنج سے ۱۳۲۲ھ میں ملا غلام یحیٰ بہاری کے حاشیہ کے ساتھ چھپ چکا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ جو خانقاہ منیر شریف میں موجود ہے، وہ ۱۳۳۳ھ کا مکتوبہ ہے، کاتب سید اسد اللہ منیری ہیں، لیکن اس کا سب سے زیادہ قیمتی نسخہ محترم شاہ تقی بلخی مدظلہ کے پاس ہے۔ اس پر ملا غلام یحیٰ بہاری رح کا حاشیہ خود انہی کے دست خاص کا لکھا ہوا ہے۔

۶۔ اسباب النجات لفرقۃ العصیات۔ اس میں نماز پنجگانہ وغیرہ کے اوراد سے متعلق بعض مریدوں کے سوالوں کے جواب قلمبند ہوئے ہیں۔ یہ کتاب کل تین ابواب پر منقسم ہے۔ باب اول میں ۲۹ فصول ہیں، باب دوم میں ۶ اور باب سوم میں ۱۲ فصلیں۔ زیر نظر قلمی نسخہ جو کہ محترم شاہ تقی بلخی مدظلہ بڑی تقطیع کے ۳۶ اوراق کو محیط ہے۔ کاتب حبیب نصر اللہ اور سنہ کتابت ۹۲۵ھ ہے جیسا کہ خاتمہ کی اس عبارت سے مترشح ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ...۔ گرامی اس لئے محتاج تعارف نہیں، سلسلہ سہروردیہ کا تعلق آپ ہی کی ذات سے ہے۔ آپ تقریباً سنہ ۴۹۰ھ میں بمقام سہرورد پیدا ہوئے (تذکرۂ ابو النجیب) سن شعور کو پہنچے تو اپنے عم بزرگوار حضرت خواجہ وجیہ الدین ابو حفص عمر رح کے ساتھ ترک وطن کر کے بغداد تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اوائل عمر ہی سے سخت ریاضتیں کرنی شروع کر دیں۔ سالہا سال تک معمولاً سات دنوں کے بعد غذا کرتے اور وہ بھی صرف چند خرمے زندگی کا بیشتر حصہ نہایت عسرت و تنگدستی میں بسر کیا۔ جب کھانے پینے کے لئے پاس کچھ نہیں ہوتا اور کئی کئی روز فاقہ سے ہو جاتے تو شدت گرسنگی کی حالت میں دجلہ میں اتر جاتے اور اس میں لوٹ پوٹ کر بھوک کی شدت کم کرنے کی کوشش کرتے۔ پھر پیٹھ پر مشک لاد کر سقائی کی اور اس سے حاصل شدہ پیسوں سے اپنی اور اپنے اصحاب کی قوت کا سامان کیا۔ جب جاڑے کا موسم آیا اور سردی ناقابل برداشت ہونے لگی تو ایک دن فکر معاش میں بازار گئے دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں تبر لئے ایک دکان میں بیٹھا ہے اور اس کے ساتھ بہت سے مزدور چاول کوٹ رہے ہیں۔ آگے بڑھ کر کہا "مجھے بھی کوئی کام اجرت پر دے سکتے ہیں تو دیجئے" تاجر نے آپ کے کف دست دیکھنے کے بعد اندازہ کیا کہ آپ کے ہاتھ قلم پکڑنے کے لئے ہیں، چاول کوٹنے کے لئے نہیں۔ پھر اس نے کاغذ میں لپٹا ہوا سونے کا ایک ٹکڑا آپ کی طرف بڑھایا۔ آپ نے فرمایا "میں اسے یوں نہیں

" تمت ہذا الکتاب بعون الملک الوہاب بخط بندہ
ضعیف نحیف فقیر حقیر تراب قدم صغیر و کبیر حبیب
نصر اللہ، اوراد بندگی قطب المشائخ شیخ شرف الحق
والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز بوقت نماز
چاشت روز جمعہ بتاریخ بست و پنجم ماہ رجب مرجب...
سنہ خمس عشرین و تسعمائۃ مرتب شدہ ہر کہ بخواند
بفاتحہ سلامتی ایماں مدد نماید۔ تمام شد۔"

یہ کتاب اس حیثیت سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں اکثر جگہ یہ التزام کیا گیا ہے کہ اشعار کے ترجمے اشعار ہی میں کئے جائیں۔ مثلاً ورق ۲۲ پر یہ عربی اشعار ہیں۔ ؎

یعصی الالہ و انت تظہر حبہٗ
ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقاً لاطعتہٗ
ان المحب لمن یحب مطیع

اور اس کا فارسی ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔ ؎

دعوی دوستی خدا کردہ وانگہی
عاصی شوی مرادر او ایں نوع منکر است
گر دوستی بصدق بدے طاعت آمدے
زاں روز یک دوست گرد طاعت آورا ست

(کذا)

۷۔ **رسالہ مکیہ** ۔ پانچ صفحات، بڑی تقطیع۔
اس میں اذکار کے اقسام کا بیان ہوا ہے۔ ابتدا یوں ہوتی ہے۔

" ای عزیز ذکر چہار گونہ است۔ اول ناسوتی یعنی ذکر شریعت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ دوم

بقیہ حاشیہ صفحہ :- لے سکتا ہاں کسی کام کے عوض لے سکتا ہوں"۔ اس نے آپ کے ہاتھ میں تبر دیدیا اور آپ بھی دوسرے مزدوروں کی طرح چاول کوٹنے لگے۔ کچھ دیر بعد تاجر نے سونے کا وہی ٹکڑا آپ کو بطور اجرت دیکر رخصت کیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ تعلیم کے خیال سے بغداد کی اسلامی یونیورسٹی نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ تکمیل کے بعد جامعہ نظامیہ ہی میں مدرسی قبول کر لی اور "مفتی العراقین" وغیرہ خطابوں سے ممتاز و مفتخر ہوئے۔ (مناقب الاصفیا ص ۸۹)۔

بہتیرے مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کے مرشد اول حضرت قطب الدین شیخ حمادؒ ہیں جو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بھی شیخ اور مرشد اول تھے۔ آپؒ کے دوسرے شیخ حضرت شیخ احمد غزالیؒ برادر حقیقی حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی ہیں۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی فیض اور خرقہ تبرک و خلافت حاصل کیا۔ لیکن اصل پیر و مرشد طریقت خود آپ کے عم بزرگوار حضرت خواجہ وجیہ الدین ابوحفص عمرؒ ہیں۔ آپؒ نے تہتر سال کی عمر میں ۵۶۳ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ اور بغداد ہی میں کنار دجلہ مدفون ہوئے۔

ملکوتی یعنی ذکر اسم ذات الا اللہ۔ سوم ذکر جبروتی یعنی ذکر ذات اللہ۔ چہارم ذکر لاہوتی یعنی الا اللہ۔" زیر نظر قلمی نسخہ ۱۳۱۳ھ کا مکتوبہ ہے۔ یہ نسخہ جناب شاہ تقی بلخی کے پاس موجود ہے۔

۸۔ عقائد شرفی۔ اس میں اسلامی عقائد سے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔

۹۔ ارشاد الطالبین۔ اس میں راہ سلوک کی نسبت ہدایات و نصائح مندرج ہوئے ہیں۔ زیر نظر قلمی نسخہ ۱۲۹۰ھ کا مکتوبہ ہے۔ کاتب علام مظفر بلخی ہیں۔

۱۰۔ اجوبہ۔ اس میں کسی مرید صادق کے تین سوالوں کے جواب مرقوم ہوئے ہیں

۱۱۔ مراۃ المحققین۔ اس میں عالم اجرام فلکی وغیرہ کے مشاہدات کا بیان ہے۔ کاتب اسد اللہ منیری اور سنہ کتابت ۱۳۱۷ھ ہے۔ اس کا قلمی نسخہ منیر شریف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

۱۲۔ اوراد خورد۔ اس میں نماز و عبادت کے طریقے مذکور ہوئے ہیں۔ یہ نسخہ بھی منیر شریف میں محفوظ ہے اس کے کاتب حضرت فرزند علی صوفی منیری ہیں۔

۱۳۔ اجوبہ اسولہ کلاں۔ اس کے کاتب ابوالحسن بلخی اور سنہ کتابت ۱۲۹۲ھ ہے۔ یہ نسخہ محترم تقی بلخی صاحب کے پاس ہے۔

۱۴۔ رسالہ در ہدایت حال۔ (۵ صفحات) اس کا موضوع تصوف ہے۔

۱۵۔ رسالہ وصول الی اللہ۔ تعداد صفحات ۱۱۔ اس میں بھی مسائل تصوف بیان ہوئے ہیں

۱۶۔ رسالہ در ذکر۔ (سات صفحات) موضوع نام ہی سے ظاہر ہے۔

۱۷۔ اجوبہ خورد۔ (۸ صفحات) اس میں عزیز کاکوی کے سوالوں کے جواب مرقوم ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو رسالہ "زاہدیہ" کے نام سے بھی شہرت حاصل ہے۔

تعلیمات وارشادات گرامی

دنیادار علماء سے اس طرح بھاگو جس طرح سانپ اور شیروں سے بھاگتے ہیں۔ وہ تم نے سنا نہیں کہ ایک بزرگ نے شیطان کو بے کار بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا تعجب ہے کہ تم بیکار بیٹھے ہو؟ کہا ہاں! جب سے یہ دنیادار علما پیدا ہو گئے ہیں میرے لئے کوئی کام ہی نہیں رہا۔

تمہیں معلوم ہے دنیادار علماء کون لوگ ہیں؟ وہی جو بادشاہوں (حکومت) کی روٹی کھاتے ہیں جنہوں نے بادشاہوں (جمہوری حکومت میں وزیروں) کی چوکھٹوں کو اپنا قبضہ بنالیا ہے۔ جو ان کے ساتھ دنیوی کاموں میں شریک ہو گئے ہیں۔ اور جنہوں نے اس علم کو وسیلہ دنیا بنالیا ہے۔ جو علم کہ وسیلۂ آخرت تھا۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے تو کہا گیا ہے۔ ؎

علم کز بہر کاخ و باغ بود
ہمچو مرد زدرا چراغ بود

کہا جاتا ہے ایک شخص چار سو صندوق کتابوں کا عالم تھا اور بجز کتاب پڑھنے اور خدا کی عبادت کرنے کے اس کا کوئی اور کام نہیں تھا۔ لیکن چونکہ اس کا دل

دنیا کی محبت میں آلودہ تھا۔ اسلئے پیغمبر وقت کے پاس وحی آئی کہ اگرچہ وہ دن رات علم و طاعت میں مشغول رہتا ہے۔ اور چار سو صندوق کتابیں اسے یاد بھی ہیں تاہم چونکہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہے اسلئے اس کو کہدیا جائے کہ اس کا کوئی عمل مقبول نہیں۔ اگر تم معلوم کرنا چاہتے ہو کہ خدا تم سے خوش ہے کہ ناخوش تو اپنے اعمال کا جائزہ لو، اگر تمہارے سارے کام طاعت میں تو سمجھ لو کہ خدا تم سے خوش ہے۔ چونکہ نشانِ خوشنودی طاعت ہی ہے۔ اگر تمہارے کام معصیت ہیں تو اس کو ناراض سمجھو کیونکہ معصیت اس کے ناراض ہونے کی علامت ہے اور اگر تمہارے کام ملے جلے ہیں تو اس جگہ حکم غالب پر ہوگا۔

بندہ حقیقت میں مومن اُس وقت ہوتا ہے
جب دوسروں کو اپنے سے بہتر تصور کرے۔

روزہ نماز اور نوافل جو کچھ ہیں وہ اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ مفید کوئی کام نہیں کہ دوسروں کے دلوں کو راحت پہنچائی جائے۔

کھانے، کپڑے سے شکستہ دلوں کی خدمت کیا کیجئے
اپنے ہاتھ، زبان اور قلم سے عاجزوں کو نفع پہنچاتے رہئے۔

کیا آپ نے سنا نہیں کہ حضرت رابعہ بصریہؒ کو اتنی دولت صرف ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کی بدولت حاصل ہوئی تھی۔ جب ایک پیاسے کتے کو پانی پلانے کا اجر اس قدر مل سکتا ہے تو ایک مومن بندہ کی حاجت رفع کرنے پر کیوں نہیں آپ کی ستر حاجتیں پوری ہوں گی کہ حدیثوں میں صاف اور صریح طور پر مذکور ہے: "من قضی حاجۃ لاخیہ المسلم قضی اللہ لہ سبعین حاجۃ" (جو شخص کسی مسلمان کی ایک حاجت پوری کریگا خدائے تعالیٰ اس کی ستر حاجتیں پوری کریگا)۔

مردانگی یہ نہیں ہے کہ لوگوں کے ساتھ جنگ کیجئے اور ان پر غالب آجائے۔ مردانگی یہ ہے کہ اپنے نفس کافر کو پچھاڑ ڈالئے۔ ؎

مردی نباشد انکہ کنی با کسے تو جنگ
با خویش جنگ کردن مردی و رستمیست

عقل اس لئے پیدا نہیں کی گئی ہے کہ اس سے خدا کے کمالات اور اس کی کنہیات سے آگاہی حاصل کریں۔ بلکہ اسلئے تاکہ بندگی کرنے کے طریقوں کو جان سکیں۔ کیونکہ اگر عقل نہیں رہتی تو ہم بندگی کرنے کے طریقوں سے نابلد رہتے۔ عقل اگرچہ ایک بہتر ترازو ہے لیکن صراف کی ترازو سے پہاڑ نہیں تول سکتے۔ اے بھائی! خدا کی تقدیر سے تو جبریل اور میکائیل بھی آگاہ نہیں، بے چاری عقل کو کیا دخل؟ اس خیال کو علامہ اقبال اس رنگ میں پیش کرتے ہیں ؎

خرد سے راہرو روشن بصر ہے
خرد کیا ہے چراغ رہگذر ہے
درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغ رہگذر کو کیا خبر ہے

عقل بے چاری خود اپنے آپ کو نہیں پہچانتی، کہ کون ہے، کیا ہے، خداوند جل جلالہ کو بغیر اس کے بتائے کب پہچان سکتی ہے۔ عشق بندہ کو خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ اس سبب سے عشق فرض عین ہے۔ کہ

"لا شیئ ابلغ من العشق" عشق ہی سے زندگی ہے،
عشق نہیں تو موت، اس لئے اے بھائی! اگر ممکن ہو تو ذرہ برابر بھی عشق حاصل کرلو، یہ صفات تمہارے ساتھ قبر میں بھی رہیں گی اور اس دن کام آئیں گی جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد۔

آج کا ایمان زیادہ تر زبانی ہوکر رہ گیا ہے، اور یہ زبانی ایمان مرتے وقت کچھ کام نہیں دے گا یہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ایمانی نہیں تو کیا ہے کہ اگر کوئی کافر طبیب کسی کو کہدیتا ہے۔ "فلاں چیز مت کھاؤ نقصان کریگی" تو وہ چیز (چاہے کتنی ہی مرغوب کیوں نہ ہو) فوراً چھوڑ دیتے ہیں، لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغامبر علیہم السلام آئے اور سبھوں نے یہی کہا "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ"
(علم کی تحصیل ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے) مگر کوئی نہیں جو ان الفاظ پر کان دھرے، گویا ایک کافر طبیب کی بات ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے مقابلہ میں زیادہ التواء اور محکم ہے۔

یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
آخر زمانہ میں ایک مخلوق ایسی ظاہر ہوگی کہ اگر اس کے ہاتھ میں سونا اور چاندی رکھ دیں گے تو وہ بلا تامل کہدیگی کہ اس کا وزن اتنا ہے اور اتنا اس میں کھوٹ ہے۔ اور وزن کرنے اور کسوٹی پر رکھنے پر وزن کی مقدار بھی وہی ہوگی اور اس میں کھوٹ بھی اتنا ہی نکلے گا۔ لیکن جب ایمان و کفر اور طاعت و معصیت سے متعلق احکام پوچھے جائیں گے تو اس کے بتانے سے قاصر رہے گی، شاید وہ ہمارا ہی زمانہ ہے۔

آج معاشرہ میں جو خرابی آگئی ہے، وہ یہی ہے کہ نہ مرید کو مرید کا علم ہے، اور نہ پیر کو معلوم ہے کہ پیری کیا ہے، اور غریب مخلوق حقیقت سے بیگانہ صرف ایک رسم پر قناعت کرتی جا رہی ہے، اس کا نام اس نے پیری اور مریدی رکھ چھوڑا ہے، یہ سراسر گمراہی ہے، ضلالت در ضلالت، ہلاکت در ہلاکت اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

اے بھائی! آج نعمت و راحت دشمنوں کے لئے اور رنج و محنت دوستوں کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے۔ جیسا کہ امام شبلیؒ نے فرمایا "خداوند اپنے دوستوں کے ساتھ آج وہی کر رہا ہے کل جو دشمنوں کے ساتھ کریگا۔ ؎

فرعون را ندادیم ایدوست دردسر
زیرا کہ او نداشت سر درد ہائے ما

اس جگہ عقل سرنگوں ہے، اس کے متعلق گفت و شنید ہی بیکار ہے، کیونکہ عقل ایک قیاسی آلہ ہے اور اور خدا قیاس سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس لئے کہ خدائی اس کی مشیت پر ہے عقل کے قیاس پر نہیں ___ تم نہیں دیکھتے؟ کہ عقلمند کوئی ایسا کام کرتا ہی نہیں جس میں اس کی کوئی غرض اور حاجت نہ ہو۔ مگر حق تعالیٰ نے باوجود اس کے کہ اس کو کسی سے کوئی غرض اور حاجت نہیں تھی، اٹھارہ ہزار عالم پیدا کردیا۔

نیز کوئی شخص کسی سے بغیر منفعت و مضرت دوستی یا دشمنی نہیں کرتا اور دانشمندی کا تقاضا بھی یہی ہے مگر خدائے تعالیٰ کو کسی سے نفع نہیں ہے

اور وہ محبت کر رہا ہے۔ اسی طرح اس کو کسی نے تکلیف نہیں پہنچی مگر وہ عداوت کر رہا ہے۔ تو یہ ایسی بات ہے جس کو عقل نہیں سمجھ سکتی۔ ؎

این چہ در گاہیست قفلش بے کلید
این چہ دریائیست تعرش ناپدید

اے بھائی! شیخ، مرید، صوفی، زاہد اور عابد ہونا ایسا مشکل کام نہیں رہا کیونکہ ان لوگوں سے آج دنیا بھری ہوئی ہے۔ دشوار بلکہ دشوار تر کام البتہ مسلمان ہونا ہے۔ ؎

صوفی و سیاہ پوش و شیخ حیلہ دار
این ہمہ شدی ولے مسلمان نشدی

شرع کا فتویٰ ہے "یاتی علی الناس زمان یصلون فی المساجد ولیس فیہم مسلم" (لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ وہ مسجدوں میں نماز پڑھتے ہوں گے مگر ان میں ایک بھی مسلم نہ ہوگا)۔

شاید یہ وہی زمانہ ہے اور ہم نمازی بھی وہی ہیں کہ ہیں تو مسلمان مگر ہمارے معاملات اور کاروبارِ زندگی سے کافروں کو بھی ننگ ہے۔

(یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود)

اے بھائی! خداوند جل و علا تک پہنچنے کا راستہ دہلی، بہار، اور دولت آباد (ہر طرف سے) یکساں ہے۔ دل میں اس کے پانے کی لگن مگر نہ پانے کی صورت میں رنج و غم فزوں ہونا چاہیئے۔ دل کم از کم ایسا تو ہو جو یافت سے مسرور اور نایافت سے مغموم رہا کرے۔

غالب ایسی صورت میں دوسری ہی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ ؎

ہاں اہل طلب کون سنے طعنۂ نایافت
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے
